فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۶۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: عیسیٰ بن جاریہ راوی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: عیسیٰ بن جاریہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس کا ضعف ہی راجح ہے۔اس بارے میں ائمہ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں؛

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَہٗ أَحَادِیثُ مَنَاکِیرُ .

''اس کی منکر احادیث ہیں۔''

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري : 4825)

❀ نیز فرماتے ہیں:

حَدِیثُہٗ لَیْسَ بِذَاكَ .

''اس کی حدیث قوی نہیں۔''

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري : 4810)

❀ مزید فرماتے ہیں:

لَیْسَ بِشَيْءٍ .

''یہ کچھ نہیں تھا۔''

(سؤالات ابن الجنيد : 117)

❁ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ .

''یہ منکر الحدیث ہے۔''

(الضّعفاء والمتروكون : 423، الكامل لابن عدي : 436/6)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کی روایات کو''غیر محفوظ''قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 437/6)

حافظ ساجی اور حافظ عقیلی رحمہما اللہ نے ''الضعفاء''میں ذکر کیا ہے۔

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِهٖ .

''اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 273/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات (۲۱۴/۵)''میں ذکر کیا ہے۔

❁ حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَحَلُّهُ الصِّدْقُ .

''یہ سچا تھا۔''

(الإرشاد : 785/2)

تنبیہ:

امام ابوداود رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حَجَر : 207/8)

یہ قول ثابت نہیں ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ سے نقل کرنے والے ”آجری“ کے حالات زندگی نہیں ملے۔

(سوال): جمعہ کے دن سفر کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جمعہ کے دن سفر جائز ہے۔ اس بارے میں ممانعت ثابت نہیں۔

(سوال): جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتیں کتنی ہیں؟

(جواب): جمعہ سے پہلے نماز کی رکعات متعین نہیں۔ مطلب یہ کہ خوب عبادت کی جائے۔ ہفتہ بھر کی بہتری اسی دن پر موقوف ہے، لہٰذا خاص تیاری کے ساتھ جلد ہی مسجد کا رُخ کیا جائے۔ صد افسوس! کہ ہم اس دن کی اہمیت سے غافل ہیں اور ان بابرکت ساعتوں کو دُنیا کی نظر کر دیتے ہیں، بوڑھے بزرگ گھروں میں وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ علی الصبح نہا دھو کر صاف ستھرا لباس زیب تن کر کے اور خوشبو سے معطر ہو کر مسجد کی جانب چل پڑتے اور سارا دن ذکر الٰہی، تلاوت قرآن کریم، دُعاؤں، التجاؤں اور نوافل میں مشغول رہتے، قبولیت کی ان ساعتوں سے بہرہ مند ہوتے۔ یہ تھا مقصد ہفتہ کے بعد جمعۃ المبارک کا۔ لیکن ہماری غفلت کا یہ عالم ہے کہ جمعہ پڑھتے ہی نہیں ہیں۔ سارا دن تقریبات اور دُنیاوی چہل پہل میں گزار دیتے ہیں، جو اِکا دُکا پڑھتے ہیں، وہ بروقت مسجد میں نہیں آتے۔

جمعہ کے نوافل کی رکعات متعین نہیں، پہلے آنے والا جتنی چاہے عبادت کرے۔

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اغْتَسَلَ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ، فَصَلَّى مَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ، ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ؛ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ

الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ .

''غسل کر کے جو شخص نماز جمعہ کے لیے آ گیا، نوافل ادا کئے اور خاموش ہو رہا، امام خطبہ سے فارغ ہوا، تو اس کے ساتھ نماز ادا کی۔ اسے اگلے جمعہ تک کے اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔''

(صحيح مسلم : 857)

② سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، ممکن حد تک طہارت حاصل کی، تیل یا خوشبو لگائی اور جمعہ کے لئے چل دیا، لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، نہ ان میں گھس کر بیٹھا، نوافل ادا کئے، امام کے آنے پر خاموش ہو رہا، تو پچھلے جمعہ سے اس جمعہ تک کے تمام گناہ اسے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(صحيح البخاري : 910)

③ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، خوشبو پاس ہے، تو وہ لگائی، خوبصورت لباس زیب تن کیا، پھر مسجد کی جانب چل دیا۔ ممکن ہوا، تو نماز پڑھی، کسی کو تکلیف نہ دی، امام (جمعہ کیلئے) نکلا، نماز ادا کرنے تک خاموش رہا، تو یہ عمل سابقہ جمعہ سے اس جمعہ تک کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 420/5، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1775) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

ثابت ہوا کہ جمعہ سے پہلے نوافل کی تعداد متعین نہیں، جتنے چاہے پڑھ لے۔

③ نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے لمبی نماز پڑھتے، جمعہ کے بعد گھر میں دو رکعت پڑھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی عمل روایت کرتے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1128، وسندهٗ صحيحٌ)

جمعہ کے بعد صرف دو رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہیں، چار بھی، دو پڑھ کر پھر چار یعنی چھ بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ گھر میں پڑھیں یا مسجد میں، دونوں صورتیں جائز ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهٖ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد گھر لوٹ کر ہی دو رکعت ادا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 937؛ صحيح مسلم : 882)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ، فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا.

''جمعہ کے بعد چار رکعت ادا کریں۔''

(صحيح مسلم :67/881)

❁ صحیح مسلم (69/881) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُّصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ، فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا.

''جمعہ کے بعد چار رکعت ادا کریں۔''

③ امام ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جمعہ کے بعد نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ جمعہ والی جگہ سے تھوڑا سا سرک جاتے اور دو رکعت پڑھتے، پھر تھوڑا اور آگے بڑھتے اور چار رکعت ادا کرتے۔ میں نے عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کتنی بار دیکھا؟ کہا: کئی بار۔''

(سنن أبي داوٗد: 1133؛ سنن التّرمِذي: 523، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خُلاصة الأحكام: 812/2)

سوال: کیا جمعہ والے دن فجر کی نماز میں سورت سجدہ اور سورت دہر کی قرأت مسنون ہے؟

جواب: جمعہ کے روز نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر کی تلاوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ﴿الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ﴾، وَ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں سورت سجدہ اور سورت دہر کی تلاوت کیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري: 891؛ صحيح مسلم: 880)

(سوال): کیا خطبہ جمعہ میں خاموشی اختیار کرنا واجب ہے؟

(جواب): خطبہ جمعہ مکمل توجہ سے سننا چاہیے، اس دوران گفت وشنید کرنا ممنوع ہے۔ قرآن وحدیث کے دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

(سوال): کیا جنوں میں سے کوئی نبی ہوا ہے؟

(جواب): جنوں میں نبی ہونے پر قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہیں، نبی اور رسول فقط انسانوں میں آئے تھے۔

❁ جنوں نے کہا تھا:

﴿إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسٰى﴾(الأحقاف: ٣٠)

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہونے والی ایک کتاب کی تلاوت سنی۔''

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسی علیہ السلام کو جنوں کی طرف بھی بھیجا گیا تھا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ﴾(الفرقان: ٢٠)

''(اے نبی!) آپ سے پہلے تمام رسول کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى﴾(يوسُف: ١٠٩)

''(اے نبی!) ہم نے آپ سے پہلے بھی سبھی رسول جنسِ مرد سے بھیجے، ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے۔ نیز وہ اپنی قوم کے ہی فرد تھے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے کہ ابراہیم خلیل علیہ السلام کے بعد جتنے بھی نبی آئے، سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے تھے۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾(العَنكبوت: ٢٧)

''ہم نے نبوت اور کتابوں کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں رکھ دیا ہے۔''

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾(الأنعام: ١٣٠)

''اے انسانوں اور جنوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے، جو تم ہی میں سے تھے۔''

بعض لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جنوں میں بھی رسول مبعوث ہوئے تھے، لیکن یہ استدلال درست نہیں ہے، کیوں کہ سلف صالحین میں سے کسی نے اس آیت سے جنوں سے رسول مبعوث ہونے پر استدلال نہیں کیا۔

سلف صالحین سب سے بڑھ کر قرآنی نصوص کی مراد و معنی سمجھنے والے تھے۔ صحیح معنی یہ کہ انبیا تھے تو انسان ہی، مگر مبعوث جن و انس دونوں کی طرف ہوئے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْاِسْتِدْلَالِ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ نَظَرٌ، لِأَنَّهَا مُحْتَمِلَةٌ وَلَيْسَتْ بِصَرِيحَةٍ.

''اس آیت سے جنوں میں سے نبی ہونے پر استدلال کرنا محلِ نظر ہے، کیوں

کہ یہ استدلال اپنے دعوی پر واضح نہیں ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 340/3)

دوسرے یہ کہ لفظ ''مجموعہ'' کا اطلاق ''بعض'' پر بھی ہو جاتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾(نوح : ١٦)

''اللہ نے چاند کو آسمانوں میں نور اور سورج کو چراغ بنایا۔''

حالانکہ چاند کی روشنی تو صرف ایک آسمان پر ہوتی ہے، سب کا ذکر کر کے مراد ایک لیا ہے۔

❁ نیز فرمان الٰہی ہے:

﴿فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا﴾(الشّمس : ١٤)

''ثمود نے صالح کی تکذیب کی اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔''

یہاں بھی تمام سے بعض مراد ہیں، کیوں کہ کونچیں صرف ایک نے کاٹی تھیں۔

❁ قرآن مجید نے دوسرے مقام پر بیان کیا ہے:

﴿فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ﴾(القمر : ٢٩)

''ثمود نے اپنے ایک ساتھی کو بلایا اور اس سرکش نے اونٹنی کے پانچے کاٹ دیے۔''

تنبیہ ①

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

هُمُ الْجِنُّ لَقُوا قَوْمَهُمْ، وَهُمْ رُسُلٌ إِلٰى قَوْمِهِمْ .

''ان جنوں سے مراد وہ ہیں، جو اپنی قوم میں بطور ایلچی گئے تھے۔''

(تفسير الطّبري : 122/12)

یہ اثر دو وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

① امام طبری کے استاذ قاسم بن حسن کون ہیں؟ معلوم نہیں!

② ابن جریج کا عنعنہ ہے، ان کا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں ہے، لہٰذا یہ روایت ''مدلس'' اور ''منقطع'' ہے۔

تنبیہ ②:

❁ ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا جنوں میں کوئی نبی مبعوث ہوا؟ تو انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(تفسير الطّبري : 121/12)

قول سخت ضعیف ہے۔ سند میں محمد بن حمید رازی ''ضعیف'' اور ''کذاب'' ہے۔

تنبیہ ③:

❁ سورت غافر کی آیت نمبر 34 کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اس سے رَسُوْلُ الْجِنِّ مراد ہیں۔''

(فتح الباري : 345/6)

یہ قول بے سند ہے۔

فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی طرف ہی مبعوث ہوئے، اس پر کئی اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْعُوْثٌ إِلَى الثَّقَلَيْنِ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ .

''محمد ﷺ جن وانس کی طرف مبعوث ہوئے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(الفُرقان بين أولياء الرحمٰن وأولياء الشّيطٰن، ص 192)

الحاصل:

قرآن وحدیث میں جنوں میں سے نبی یا رسول کے مبعوث ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کوئی جنوں میں نبی یا رسول کی بعثت کا قائل تھا۔ یاد رہے کہ دین وہی ہے، جو سلف نے سمجھا ہے۔

سوال: کیا جنات کا وجود ہے؟

جواب: جنات کا وجود قرآن، متواتر احادیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ تیس کے قریب قرآنی آیات اس پر دلالت کناں ہیں، البتہ جہمیہ، معتزلہ، فلاسفہ، جمہور قدریہ اور زنادقہ وملاحدہ جنات کی وجود کی حقیقت کے منکر ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

''تمام فرق ہائے مسلمہ کا اتفاق ہے کہ جنات کا وجود ہے اور محمد کریم ﷺ کی رسالت ان کے لیے بھی ہے۔ کفار کے اکثر گروہ بھی جنوں کی حقیقت تسلیم کرتے ہیں، یہود ونصاریٰ بھی مسلمانوں کی طرح جنات کا وجود تسلیم کرتے ہیں، گو کچھ منکر بھی ہیں، معدودے چند منکر تو مسلمانوں میں بھی ہیں۔ کچھ غالی مسلمانوں اور معتزلہ کی جماعتوں میں ایسے لوگ موجود ہیں، لیکن اکثر جماعتیں اوران کے ائمہ جنات کا وجود مانتے ہیں، کیوں کہ جنات کے وجود سے متعلق

انبیاء کے واقعات اس قدر متواتر ہیں کہ جنہیں مانے بغیر چارہ نہیں۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ زندہ، صاحب عقل، خود مختار، بلکہ شریعت کے مکلّف ہیں۔ یہ کوئی عارضہ یا وہم نہیں جو بعض انسانوں کو لاحق ہو جاتا ہے، جیسا کہ بعض ملحدوں کا خیال ہے۔ جب جنوں کا معاملہ اس قدر متواتر ہے کہ جسے ہر خاص و عام بخوبی سمجھ سکتا ہے، تو پھر رسولوں پر ایمان رکھنے والی اتنی بڑی جماعت کے لیے جنات کی حقیقت کا انکار ممکن نہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ: 10/19)

✿ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''اہل سنت جنات کا وجود مانتے ہیں۔ معتزلہ انکاری ہیں، جو کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی مخالفت ہے، بلکہ کفر ہے، اس سے جنات کے وجود پر دلالت کرنے والی قطعی نصوص کا انکار لازم آتا ہے۔ تب ہی تو بعض مالکیہ نے کہا ہے: جنات کے وجود کا منکر کافر ہے، کیوں کہ اس سے قرانی نص، احادیث متواترہ اور اجماع کا انکار لازم آتا ہے۔ جنات کا مکلّف ہونا ایک قطعی حقیقت ہے، اسی لیے تو ان سے قرآن میں گناہوں کی معافی اور الم ناک عذاب سے رہائی کا وعدہ کیا گیا ہے۔''

(الفتاوی الحدیثیّة، ص 89)

معلوم ہوا کہ جو جنات کے وجود کا منکر ہے، وہ قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع امت کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے۔

① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾

(الأنعام : ١١٢)

''ہم نے ہر نبی کے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین دشمن بنائے تھے۔''

② نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾(الحِجر : ٢٧)

''ہم نے انسانوں سے پہلے جنوں کو شعلے مارتی آگ سے پیدا کیا۔''

③ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾(الرّحمٰن : ١٥)

''اللہ نے جنوں کو شعلے مارتی آگ سے پیدا کیا۔''

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَّخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِّنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ.

''فرشتے نور سے اور جنات شعلے مارتی آگ سے پیدا ہوئے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے تخلیقی مرحلہ سے تو آپ پہلے ہی آگاہ ہیں۔''

(صحیح مسلم : 2996)

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہڈی اور لید جنوں کی خوراک ہے۔ میرے پاس نصیبین (مدینے کی بستی) کے جنوں کا وفد آیا، کیا ہی اچھے جن تھے، مجھ سے اشیائے خوردنی کا سوال کرنے لگے، میں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ملنے والی ہر ہڈی پر کھانا مل جائے۔''

(صحيح البخاري : 3860)

٦ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا جِنِّيٌّ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيَّ .

''ایک جن میرے سامنے کھڑا تھا۔''

(السّنن الکبریٰ للنّسائي : 7963، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا جنات شریعت کے مکلّف ہیں یا نہیں؟

جواب: انسانوں کی طرح جنات بھی شریعت اسلامیہ کے مکلّف ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت جس طرح انسانوں کے لیے ہے، اسی طرح جنوں کے لیے بھی ہے۔ جس طرح انسانوں کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، اسی طرح جنوں کی تخلیق کا بھی یہی مقصد ہے۔ جنوں میں بھی مؤمن، کافر، نیک و بد ہر طرح کے افراد موجود ہیں، اسی لیے ان میں بھی جنتی اور جہنمی ہوں گے۔

جنات کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ وہ بھی اپنے اعمال کے مطابق جنت اور جہنم میں جائیں گے۔ وہ بھی دین اسلام کے پابند ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذّاريات : ٥٦)

''میں نے تمام جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (٤٥٦ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفْ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ .

''(نبی کریم ﷺ کا جن وانس کی طرف ہونے میں) کسی بھی ایسے شخص کا

اختلاف نہیں، جوخود کو مسلمان سمجھتا ہے۔''

(المُحلی بالآثار : 274/6)

۞ علامہ فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أَطْبَقَ الْمُحَقِّقُونَ عَلٰى أَنَّ الْجِنَّ مُكَلَّفُونَ .

''محققین کا اس بات پر اجماع ہے کہ جن مکلّف ہیں۔''

(تفسير الرازي : 28/28)

(سوال): کیا جنات انسانی شکل اختیار کر سکتے ہیں؟

(جواب): جی ہاں، جنات انسانی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔

۞ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''وہ صدقے کی کھجوروں پر نگران تھے، انہوں نے کھجوروں کے ڈھیر پر ہاتھ کے نشان دیکھے گویا کسی نے وہاں سے کچھ اٹھایا ہو۔اس واقعہ کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: چور کو پکڑنے کے لئے یہ وظیفہ پڑھیں۔ سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَكَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسخر کیا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ وظیفہ پڑھا، تو ایک جن نظر آیا۔ میں نے کہا: تجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہوں، کہنے لگا، میں غریب ہوں، گھر والوں کے لئے کچھ لیا ہے، معافی چاہتا ہوں آئندہ نہیں آؤں گا، لیکن وہ دوبارہ آ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، تو آپ نے وہی دعا بتلائی، میں نے پڑھی، جن پھر سامنے آ گیا، اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ تھا، مگر اس نے آئندہ نہ آنے کا وعدہ کیا۔ میں نے پھر چھوڑ دیا۔ وہ دوبارہ آ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: اسے پکڑنے کے لئے وہی دعا پڑھیں۔ ودبارہ وہ دعا پڑھی، تو جن دوبارہ قابو آ گیا، میں نے کہا: تو نے وعدہ خلافی کی ہے، اب تو ضرور تجھے نبی ﷺ پاس لے جاوں گا۔ کہنے لگا: مجھے چھوڑ دیجئے، آپ کو چند کلمات سکھاتا ہوں، جب آپ انہیں پڑھیں گے تو کوئی مذکر یا مونث جن آپ کے قریب نہیں پھٹکے گا، پوچھا: کون سے کلمات؟، کہا: ہر صبح وشام آیۃ الکرسی پڑھا کریں۔ میں نے اسے رہا کر دیا اور نبی کریم ﷺ کو یہ قصہ سنایا۔ فرمایا: کیا آپ جانتے نہیں؟ یقیناً بات ایسے ہی ہے۔''

(فضائل القرآن للنّسائي : 42، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: جنات سے انسانوں کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

جواب: جنات اور انسانوں میں مناکحت (باہم نکاح کرنا) جائز نہیں، یہی راجح ہے، کیونکہ ان کی جنس مختلف ہے۔

❁ علامہ محمد بن عبداللہ شبلی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۹ھ) نقل کرتے ہیں:

قَوْلُ الْفُقَهَاءِ : لَا تَجُوزُ الْمُنَاكَحَةُ بَيْنَ بَنِي آدَمَ وَالْجِنِّ .

''فقہا نے کہا ہے کہ انسانوں اور جنوں کے درمیان مناکحت جائز نہیں۔''

(آکام المرجان، ص 105)

سوال: اگر کوئی جن کسی عورت سے مجامعت کرے، تو کیا عورت پر غسل واجب ہے؟

جواب: ایسا ممکن ہے کہ کوئی جن کسی عورت سے مجامعت کرے، اس صورت میں عورت پر غسل واجب نہیں، البتہ اگر عورت بھی محسوس کرے کہ اس کا انزال ہو چکا ہے، تب اس پر غسل فرض ہے۔

سوال: جنات کی خوراک کیا ہے؟

(جواب): جنات کی عام خوراک ہڈی اور لید ہے، ان کے علاوہ بھی خوراک ہوسکتی ہے، جس طرح انسانوں میں عام خوراک روٹی وغیرہ ہے، مگر انسان اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں کھاتے ہیں، بالکل اسی طرح جن بھی ہڈی اور لید کے علاوہ کئی چیزیں کھاتے ہوں گے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہڈی اور لید جنوں کی خوراک ہے۔ میرے پاس نصیبین (مدینے کی بستی) کے جنوں کا وفد آیا، کیا ہی اچھے جن تھے، مجھ سے اشیائے خوردنی کا سوال کرنے لگے، میں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ملنے والی ہر ہڈی پر کھانا مل جائے۔''

(صحيح البخاري: 3860)

❁ سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَرَوَّحَ إِلَيْنَا جِنِّيٌّ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَيْكُمْ؟ فَقَالَ: الْأَرُزُّ: قَالَ فَأَتَيْنَاهُمْ بِهِ، فَجَعَلْتُ أَرَى اللُّقَمَ تُرْفَعُ وَلَا أَرٰى أَحَدًا، فَقُلْتُ: فِيكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَهْوَاءِ الَّتِي فِينَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَمَا الرَّافِضَةُ فِيكُمْ؟ قَالَ: شَرُّنَا.

''ایک جن میرا شاگرد ہوا، میں نے کہا: جنوں کی پسندیدہ غذا کیا ہے؟ کہا چاول، ہم نے چاول حاضر کیے، ہم دیکھ رہے تھے کہ لقمہ اٹھایا جاتا ہے، مگر اٹھانے والا نظر نہیں آتا، میں نے پوچھا کہ آپ میں بھی اہل بدعت پائے جاتے ہیں؟ جن نے کہا: جی ہاں!، میں نے پوچھا: شیعہ آپ کے ہاں کس درجہ میں ہیں؟ جواب: سب سے بری مخلوق ہیں۔''

(تفسير ابن كثير: 242/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ مزی رحمہ اللہ نے اعمش رحمہ اللہ تک اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر : 242/8)

(سوال): کیا جن سانپ کی شکل اختیار کر سکتا ہے؟

(جواب): جنات سانپوں کی شکل اختیار کر سکتے ہیں، اسی لیے بستیوں کے سانپوں کو فوراً مارنے سے منع کیا گیا ہے، بلکہ پہلے اسے چلے جانے کو کہنا چاہیے، کیونکہ وہ جن بھی ہو سکتا ہے، اگر وہ نہ جائے، تو پھر اسے مارنا چاہیے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا، حَتّٰى حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوتِ، فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

''آپ رضی اللہ عنہ تمام سانپوں کو قتل کر دیتے تھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابولبابہ بدری رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے جنوں (سانپوں) کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ تمام سانپوں کو قتل کرنے سے رک گئے۔''

(صحيح البخاري : 4016، صحيح مسلم : 2233)

(سوال): کیا نماز جنازہ میں مسنون دعائیں چھوڑ کر دوسری دعائیں پڑھنا جائز ہے؟

(جواب): نماز جنازہ میں مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں، البتہ زائد دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ مگر یہ بات درست نہیں کہ مسنون دعاؤں کو بالکل ترک کر دیا جائے اور اپنی مرضی سے دعائیں کی جائیں۔ یہ اقدام درست نہیں۔

سوال: حدیث رکانہ کے تحت مذکور اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

أَبُو عُبَيْدٍ تَرَكَهُ نَاحِيَةً وَأَحْمَدُ جَبُنَ عَنْهُ.

(سنن ابن ماجه، تحت الحديث :2051)

جواب: اس عبارت کا مفہوم یہ ہے؛ ”ابوعبید اور احمد نے اس حدیث کو بیان کرنے سے پہلوتہی کی ہے۔“

یہاں ابوعبید سے مراد امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاذ محمد بن عبید بن میمون مدنی ابوعبید ہیں اور احمد سے مراد امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاذ احمد بن عبدہ ہیں۔ انہیں ابوعبید قاسم بن سلام اور احمد بن حنبل وغیرہ قرار دینا درست نہیں۔

سوال: نابالغ بچے کی نماز جنازہ میں کیا دعا کی جائے؟

جواب: نابالغ بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، البتہ اس میں کوئی مخصوص دعا ثابت نہیں۔ کوئی بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

سوال: کیا نماز جنازہ کے لیے قبلہ رخ ہونا شرط ہے؟

جواب: ہر نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا نماز جنازہ کے لیے بھی قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔

سوال: وضو کے بعد شرمگاہ پر چھینٹے مارنا کیسا ہے؟

جواب: وضو کے بعد شرمگاہ اور کپڑے پر چھینٹے مارنا جائز ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا تَوَضَّأَ نَضَحَ فَرْجَهُ.

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وضو کرتے، تو شرمگاہ پر چھینٹے مارتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/166، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

كَانَ يَنْضَحُ بَيْنَ جِلْدِهٖ وَثِيَابِهٖ .

''آپ رضی اللہ عنہ شرمگاہ اور کپڑے پر چھینٹے مارتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/166، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ فَفَرَغَ قَالَ بِكَفٍّ مِنْ مَاءٍ فِي إِزَارِهٖ هٰكَذَا .

''آپ رحمہ اللہ جب وضو کرتے، تو بعد میں ہتھیلی بھر پانی لیتے اور اپنے تہبند میں چھینٹے مارتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/167، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عبید اللہ بن عمر بن حفص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبِي يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

''میرے والد محترم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/166، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ مغیرہ بن عبد الرحمٰن بن ابی ذئب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نماز میں تری محسوس کرتا تھا، میں نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے سوال کیا، تو فرمایا: بھتیجے! پانی کے چھینٹے لگا لیں، شک کو دور کریں، کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (مغیرہ کہتے ہیں:) ایسا کرنے سے میرا شک زائل ہو گیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/166، وسندهٗ حسنٌ)

❁ جعفر بن برقان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص میمون بن مہران رحمہ اللہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اُسے تری محسوس ہوتی ہے، تو میمون رحمہ اللہ نے فرمایا: جب آپ وضو کریں، تو شرمگاہ اور کپڑے پر پانی سے چھینٹے مار لیں، اس کے باوجود وسوسہ محسوس کریں، تو یہ خیال کریں کہ یہ تری چھینٹوں کی وجہ سے ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 167/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علمائے احناف کا فتویٰ ہے:

لَوْ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ كَثِيرًا لَا يَلْتَفِتُ إِلٰى ذٰلِكَ كَمَا فِي الصَّلَاةِ وَيَنْضَحُ فَرْجَهٗ بِمَاءٍ حَتّٰى لَوْ رَأَى بَلَلًا حَمَلَهٗ عَلٰى بَلَّةِ الْمَاءِ .

''اگر بہت زیادہ شیطانی وساوس محسوس کرے، تو ان وساوس کو خاطر میں نہ لائے، جیسا کہ نماز میں (وساوس آتے ہیں اور ان کی طرف التفات نہیں کیا جاتا۔) نیز شرمگاہ پر چھینٹے مارے، اگر وہ (وسوسے کی بنا پر) تری محسوس کرے، تو یہ خیال کرے کہ یہ چھینٹوں کی وجہ سے ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری: 49/1)

❁ شافعی، مالکی اور حنبلی علما کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

مرفوع روایات:

اس بارے میں کوئی مرفوع روایت ثابت نہیں۔